تفسیر "التبیان فی تفسیر القرآن" کا منہج وخصائص

ڈاکٹر ندیم عباس
نمل یونیورسٹی اسلام آباد

Abstract:

Al Tibyan Fi Tafseer-il-Quran is one of the prominent exegeses of Holy Quran written by Sheikh Toosi.He was born in Tous in 380 AH.He wrote numerous books on various topics other than Islamic Law,Jurisprudence and Hadith.He founded seminary (Hoza Ilmiyah) in Najaf Ashraf (Iraq) that is still operational to date.To make better understanding of exegesis for readers,Sheikh Toosi has described the basic principles in the preface. Hence,in the beginning of every Surah he has re-counted the number of its Ayaats and the number of 'Negated Ayaats'.He also narrated the different readings(Qarat)of Quran. He described the verbal meanings of words. He interpreted Holy Quran with the help of Quran itself,hadith,narrations of Holy Prophet's companions and that of Ahl ul Bait (R.A).He also got assistance from the verses of Arabian Classical Poets to explain the meanings of several words.

Keywords:Exegeses,Al-Tibyan Fi Tafseer- ai- Quran, Toosi.,Najaf Ashraf ,

شیخ طوسی کا نام محمد بن حسن بن علی طوسیؒ اور کنیت ابو جعفر تھی. شیخ الطائفہ کے نام سے معروف تھے فقہ جعفریہ کی دو بنیادی کتب الاستبصار اور تہذیب کے مدون ہیں یہ دونوں کتابیں کتب اربعہ میں داخل ہیں اور آج تک فقہ جعفریہ میں احکام کے استنباط کے لیے ان کتب کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔آپ کی ولادت طوس میں ۳۸۰ھ کو ہوئی۔آپ علم حاصل کرنے کے لیے بغداد آئے اور پھر اسی کو اپنا وطن بنا لیا آپ کے اساتذہ میں شیخ مفیدؒ کا نام انتہائی اہم ہے آپ نے ان سے بہت

زیادہ استفادہ کیا ان کی وفات کے بعد آپ سید مرتضیٰ علم الھدیٰ صاحب شرح کافیہ کے پاس چلے گئے اور ان سے علم حاصل کیا۔سید مرتضیٰؒ کی وفات کے بعد آپ نے اپنا حلقہ درس شروع کیا[1]

شیخ طوسیؒ نے بغداد میں بہت بڑا کتاب خانہ قائم کیا جب اسے جلا دیا گیا تو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حرم میں منتقل ہو گئے اور اسی کو وطن بنالیا اور یہاں پر ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جو اپنی عظمت اور شان کے اعتبار سے بے مثال تھا آپ کے کتاب خانہ کو جلائے جانے کو علم رجال کے ماہرین نے نقل کیا ہے علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ تاج السبکیؒ نے لکھا ہے کہ آپ کے کتاب خانے کو جلا دیا گیا۔[2]

شیخ طوسیؒ کے قائم کردہ مدرسہ سے فقہاء، مجتہدین، مفسرین، متکلمین کی ایک عظیم شان جماعت پیدا ہوئی اور آپ کے فتاوی لوگوں میں رائج ہو گئے جو کہ کئی صدیوں تک رائج رہے آپ کا قائم کیا ہوا مدرسہ آج تک قائم ہے اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل اس سے علم حاصل کرتی ہے۔آپ نے فقہ، اصول فقہ، تفسیر، رجال اور کلام میں جتنی تصانیف چھوڑیں آج تک ان سے استفادہ کیا جاتا ہے۔آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر آپ کے وہ شاگرد جو فقیہ تھے ان کی تعداد تین سو سے زیادہ ہے[3] علامہ حلی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "**شیخ الامامیة و وجههم و رئیس الطائفة جلیل القدر عظیم المنزلة ،ثقة،صدوق،عارف بالاخبار والرجال و الفقه و الاصول و الکلام و الادب ،صنف فی کل فنون السلام**"[4] آپ امامیہ کے رئیس اور سردار ہیں آپ اعلیٰ منزلت کے مالک ثقہ اور صدوق ہیں آپ حدیث، رجال، فقہ، کلام، اصول اور ادب کے ماہر تھے آپ نے تمام اسلامی علوم پر تصانیف چھوڑی ہیں۔آپ کی کتب کی تعداد بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند اہم یہ ہیں: **١ .المبسوط فی فروع الفقه ٢ النهایةفی الفقه ٣ .العدة فی اصول الفقه ٤ .الایجاز فی الفرائض ٥ .المسائل الجلیه ٦ .المسائل الرازیة ٧ .المسائل الدمشقیه ٨ . ؛المسائل الحائریة ٩ .تلخیص الشافی للمرتضی ١٠ .الرجال ١١ .فهرست کتب الشیعة و اسماء المصنفین ١٢ . المفصح فی الامامة ١٣ .الخلاف فی الاحکام**

اس تفسیر کے خطی نسخے مکتبۃ ازہر، مکتبہ السلطان محمد فاتح، مکتبہ السلطان عبدالحمید خان ترکی اور مکتبہ الحاج حسین آغا الملک تہران اور مکتبہ الشیخ جعفر بن محمد القطیفی میں موجود ہیں[5]

شیخ طوسیؒ کی تفسیر جس کا پورا نام التبیان فی تفسیر القرآن ہے یہ تفسیر دس جلدوں پر مشتمل ہے۔تبیان کے مقدمہ میں تفسیر لکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:"**فان الذی حملنی علی الشروع فی عمل هذا الکتاب انی لم اجد احدا من اصحابنا من عمل کتابا یحتوی علی تفسیر جمیع القرآن و یشمل علی فنون معانیة**"[6] میرے اس تفسیر لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اپنے ساتھیوں میں کوئی ایسی تفسیر کی کتاب نہیں دیکھا جو تمام فنون کے ساتھ پورے قرآن کی تفسیر ہو۔ اس تفسیر میں شیخ طوسیؒ نے تمام اسلامی فنون کو شامل کر دیا ہے اس تفسیر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ

طوسیؒ نے اپنی علمِ لغت، علم بلاغہ، علم فقہ، علمِ حدیث اور دیگر علوم پر اپنی مہارت کو قرآن کو سمجھنے کے لیے استعمال کیا ہے مشکل معانی کو انتہائی آسان انداز میں حل کر کے پیش کرتے ہیں انہی خصوصیات کی وجہ سے آپ کی تفسیر کو شروع سے علما نے خاص مقام دیا۔ چند علما کی رائے درج ذیل ہیں۔ :

علامہ تاج الدین السبکیؒ نے شیخ طوسیؒ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "له تفسیر القرآن و املی احادیث و حکایات تشتمل علی مجلدین" ۷ شیخ طوسیؒ کی تفسیر قرآن احادیث اور حکایات سے بھری ہوئی ہے اور دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ صفدی نے لکھا ہے کہ:"له تفسیر کبیر عشرون مجلدا" ۸ شیخ طوسیؒ نے ایک بہت بڑی تفسیر لکھی جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ علامہ بحر العلومؒ لکھتے ہیں کہ "ان کتاب التبیان الجامع لعلوم القرآن کتاب جلیل کبیر عدیم النظیر فی التفاسیر" ۹ تفسیر التبیان تمام علوم قرآن کو شامل بہت بڑی اور بے مثال تفسیر ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ:"جمع تفسیر القرآن و املی احادیث و حکایات" ۱۰ شیخ طوسیؒ نے تفسیر لکھی جس میں احادیث وحکایات بہت زیادہ ہیں۔ آقائے بزرگ تہرانی لکھتے ہیں کہ:"هذا التفسیر یشمل علی جمیع فنون علم القرآن من القرائة، والمعانی، الاعراب والکلام علی المتشابة ،والجواب عن مطاعن الملحدین فیه" ۱۱ یہ تفسیر علوم قرآن کے تمام فنون کو شامل ہے قرات، معانی، اعراب، متشابہ اور اس میں ملحدین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ شیخ جعفر سبحانی کہتے ہیں کہ:"وله التبیان فی تفسیر القرآن ،وهو لایزال مفخرة علماء" ۱۲ آپ نے تبیان کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھی جس پر علما فخر کرتے ہیں۔

شیخ طوسیؒ نے التبیان میں رایات سے حسب ضرورت استفادہ کیا ہے مگر یہ تفسیر روایتی نہیں ہے۔ کیوں کہ شیخ طوسیؒ فہم قرآن کے لیے رایات کو ایک مؤید کے طور پر لیتے ہیں اور التبیان میں عقل سے بھر پور استفادہ کرتے ہیں سب سے پہلے لغوی معانی کی وضاحت کرتے ہیں جس میں کلمات کہاں سے مشتق ہیں ان کے کتنے معانی ہیں بیان ان کو بیان کرتے ہیں اقوال کو ذکر کرتے ہیں فقہی، کلامی مباحث کو لے کر آتے ہیں اس طرح التبیان تفسیر بالرائے ہے۔

تفسیر التبیان کی خصوصیات

۱۔ تفسیر القرآن بالقرآن:

شیخ طوسیؒ کا یہ طریقہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت کی دوسری آیت کے ذریعے تشریح کرتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۱۳ اے ایمان والو! جب نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو تو اپنے چہروں اور کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھوؤ، اور مسح کرو، سر کا اور ٹخنوں تک پاؤں۔ اس آیت مجیدہ کی تفسیر میں شیخ طوسیؒ کی رائے یہ ہے کہ الی المرافق میں الی مع کے معنی میں استعمال ہوا ہے یہ ثابت کرنے کے لیے قرآن کی آیات سے استدلال کرتے ہیں:"و قوله (وایدیکم الی المرافق)منصوب بالعطف علی الوجوه الواجب غسلها و یجب عندنا غسل الایدی من المرافق غسل المرافق

معها الی رؤوس الاصابع ولا یجوز غسلها من الاصابع الی المرافق (والی) فی الآیة بمعنی مع قوله (وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِكُمْ ۴ ا؎ و قوله (مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ۵ ا؎ و اراد بذلک (مع) " ۶ ا؎ اوراللہ تعالی کا یہ فرمان کہ(وایدیکم الی المرافق) یہ منصوب ہےاوراس کا عطف وجوہ پر جس کا دھونا واجب ہےاور ہمارے نزدیک (فقہ جعفری میں) ہمارے نزدیک ہاتھ کو کہنیوں کی طرف سے دھونا واجب ہے یعنی کہنیوں سےلیکر انگلیوں کے سروں تک دھونا ضروری ہے نہ کہ انگلیوں سے کہنی کی طرف اور یہاں آیت میں الی کا وہی معنی ہے جو اس آیت میں ہے تاکلوا اموالھم الی اموالکم کہ ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ نہ کھاؤ اور اللہ تعالی کا قرآن میں ارشاد ہے کون اللہ کے ساتھ مددگار ہے اور یہاں دونوں جگہ الی کو مع کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

۲۔تفسیر القرآن بالسنة:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ ۱۷؎ اب اس آیت میں بھی نماز کا ارادہ ہو اس وقت وضو کرنے کا حکم دیا جارہا ہے تو کیا اب ہر نماز کے لیے الگ سے وضو کرنا ضروری ہے یا اگر پہلے سے وضو ہو تو وہ کافی ہے؟ اس پر نبی اکرمؐ کے فرمان سے دلیل لاتے ہیں کہ ہر نماز کے لیے الگ وضو کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر پہلے سے وضو ہے تو وہ کافی ہے: روی عن سلیمان بن بریدة عن ابیه قال: کان رسول الله(ص) یتوضا لکل صلوة فلما کان عام الفتح صلی الصلوات بوضوء واحد فقال عمر(رضی الله تعالی عنه)یا رسول الله صنعت شیئا ما کنت تصنعه؟ قال :عمدا فعلته یاعمر ۱۸؎ حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ فتح مکہ تک ہر نماز کے لیے وضو فرمایا کرتے تھے مگر فتح مکہ والے سال آپؐ نے ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا یارسول اللہ آپ نے جیسے آج کیا ہے اس سے پہلے ایسا نہیں کرتے؟ اس پر آپؐ نے فرمایا: میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ ۱۹؎ صدقات (مالِ زکوٰۃ) تو اور کسی کے لئے نہیں صرف فقیروں کے لئے ہے مسکینوں کے لئے ہے۔اس آیت مجیدہ کی تفسیر میں شیخ طوسیؒ نے فرمان رسولؐ سے مسکین کی وضاحت کی ہے جو صدقہ کا حقدار ہوتا ہے: لیس المسکین الذی ترده الاکلة و الاکلتان التمرة والتمرتان ولکن المسکین الذی لایجد غنی فیغنیه ول ا یسئل الناس الحافا ۲۰؎ مسکین وہ نہیں ہے جس کے پاس ایک یا دو کھانے نہ ہوں یا ایک یا دو کھجور نہ ہو بلکہ مسکین وہ ہے جو اتنا مال نہ رکھتا ہو جس کے ذریعے وہ دوسروں سے بے نیاز ہو جائے اور لوگوں سے شرم کی وجہ سے مانگتا بھی نہیں ہے۔

۳۔صحابہ کرام کے اقوال سے تفسیر قرآن:

شیخ طوسیؒ اقوال صحابہ سے حسب ضرورت استفادہ کرتے ہیں جیسے اس آیت کی تفسیر میں: یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ وَ عِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۲۱؎ 'اللہ جو چاہتا ہے وہ مٹا دیتا ہے اور برقرار رکھتا ہے اور اس کی الکتاب امام ہے۔''

اس آیت مجیدہ کی تفسیر میں حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

کہ: **و قال عمر بن الخطاب و ابن مسعود رضی الله عنهما هما(الشقاء والسعادة) یمحیان مثل سائر الاشیاء**" ۲۲ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیگر تمام اشیاء کو بھی مٹا سکتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۲۳ "یا (پھر ان کی مثال ایسی ہے جیسے) آسمان سے زوردار بارش برس رہی ہو جس میں تاریکیاں ہوں اور گرج چمک بھی۔"

اس آیت مجیدہ کے شان نزول میں شیخ طوسی لکھتے ہیں کہ: "**روی عن ابن مسعود و جماعة من الصحابة :ان الرجلین من المنافقین من اهل المدینة هربا من رسول الله (ص) فاصابهما المطر الذی ذکره الله (اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ)**" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ مدینہ کے دو منافق آپؐ سے بھاگ گئے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں کیا ہے: (پھر ان کی مثال ایسی ہے جیسے) آسمان سے زوردار بارش برس رہی ہو جس میں تاریکیاں ہوں، اور گرج چمک بھی۔

۴۔سورۃ کے نام اور وجہ تسمیہ:

شیخ طوسیؒ ہر سورۃ کے آغاز میں ہی اس سورہ کے تمام نام ذکر کرتے ہیں جیسے سورہ فاتحہ کی تفسیر کا آغاز کیا تو ابتدا میں ہی اس کے تمام نام جیسے ام القرآن، فاتحۃ الکتاب، سبع مثانی کا ذکر کر دیا اور پھر باری باری ان تمام ناموں کی وجہ تسمیہ کا ذکر کرتے ہیں جیسے اسے فاتحۃ الکتاب اس لیے کہا جاتا ہے کہ کیونکہ اس سے قرآن کا آغاز ہوتا ہے اور اسے ام القرآن اس لیے کہا جاتا ہے کہ کیونکہ یہ سارے قرآن پر مقدم ہے ۲۴

۵۔سورۃ مکی یا مدنی:

شیخ طوسیؒ کسی بھی سورۃ کے آغاز میں ہی کسی بھی سورۃ کے مکی یا مدنی ہونے کے بارے میں جتنے اقوال موجود ہیں سب کا تذکرہ کرتے ہیں جیسے سورہ فاتحہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "**سورة الحمد مکیة فی قول قتادة و مدنیة فی قول مجاهد**" ۲۵ سورۃ الحمد قتادہ کے قول کے مطابق مکی ہے اور مجاہد کے قول کے مطابق مدنی ہے۔ اس سے محققین کو بہت آسانی ہوتی ہے کہ ان کے سامنے سورہ کے مکی یا مدنی ہونے کے متعلق تمام آراء سامنے آجاتی ہیں۔

۶۔ناسخ ومنسوخ:

شیخ طوسیؒ ہر سورہ کے آغاز میں اس بات کی صراحت کرتے ہیں کہ سورہ میں کوئی آیت ناسخ یا منسوخ ہے یا نہیں ہے اور اگر موجود ہیں تو ان کی تعداد کا ذکر کرتے ہیں۔ سورۃ الصاد کے بار میں لکھا ہے **لیس فیها ناسخ ولا منسوخ** ۲۶

۷۔آیات سورۃ:

شیخ طوسیؒ کسی بھی سورۃ کی تفسیر شروع کرنے سے پہلے اس سورہ میں موجود آیات کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ سورۃ کتنی آیات پر مشتمل ہے اس سے اس سورہ کے حجم کا اندازہ ہو جاتا ہے جیسے سورہ جن کی تفسیر کے آغاز میں ہی کہہ دیا کہ "**هی ثمان و عشرون آیة لیس فیها اختلاف**" ۲۷ سورہ جن اٹھائیس آیات پر مشتمل ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۸۔مختلف قراتوں کا ذکر:

شیخ طوسیؒ کی یہ روش ہے کہ وہ قرآن مجید کی مختلف قراتوں کا ذکر کرتے ہیں اس سے کسی بھی آیت کی دیگر قراء کے ہاں قراتوں کا علم ہوتا ہے اور قرآن کو سمجھنے میں مدد میں ملتی ہے جیسے سورہ المطففین کی آیت ۳۱ کے بارے میں لکھتے ہیں: **وَإِذَا انقَلَبُوٓا إِلَىٰٓ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ** ۲۸ اور جب اپنے اہل کی طرف پلٹ کر آتے تھے تو خوش وخرم ہوتے تھے۔"و **قرا حفض فكهين بغير الف بمعنى فرحين. الباقون (فاكهين) بالف بمعنى لاهين وهو بمنزلة طامع طمع**" ۲۹ حفض نے فکھین بغیر الف کے بمعنی فرحین پڑھا ہے اور حفض کے علاوہ باقی قراء نے فاکھین الف کے ساتھ لاھین کے معنی میں پڑھا ہے یہ طامع اور طمع کی طرح ہے۔

۹۔لغوی ابحاث:

شیخ طوسیؒ کی قرآن مجید کسی بھی آیت میں موجود مشکل الفاظ پر انتہائی دقت سے بحث کرتے ہیں اور اس کے بارے میں جو مختلف آراء موجود ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہیں:

وَ اِذْقَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِا تِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۳۰

''اور وہ وقت بھی یاد کرو جب موسٰی علیہ السّلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تم نے گوسالہ بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہے. اب تم خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اپنے نفسوں کو قتل کر ڈالو'

یہاں لفظ فاقتلوا کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ: **فالقتل والذبح والموت نظائر و بينها فرق**، قتل، ذبح اور موت ہم معنی ہیں اور ان میں فرق بھی ہے۔ **فالقتل نقض بنية الحياة**، قتل رگ زندگی کے ختم ہونے کو کہتے ہیں۔ **و الذبح فری الاوداج**، گردن کی رگ کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں۔ **والموت عند من اثبته معنى عرض يضاد الحياة** موت کا معنی یوں کیا جاسکتا ہے کہ یہ ایسی عرض ہے جو زندگی کے الٹ ہے۔ شیخ طوسی قتل کے کئی معانی کا ذکر کرتے ہیں:

ا۔قتل بمعنی لعنت کرنا (**قاتلهم الله) معناه لعنهم الله** اللہ نے انہیں قتل کیا یعنی اللہ نے ان پر لعنت بھیجی۔

ب۔قتل بمعنی عشق استعمال ہوتا ہے جیسے امرؤالقیس کا شعر ہے۔"**فی اعشار قلب مقتل**" میرے دل میں عشق ہے جس کی وجہ سے یہ شکستہ وتباہ حال ہے۔

ج۔قتل ملانے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ابن درید کا یہ قول کہ "**قتلت الخمر بالماء اذا مزجتها**" میں نے شراب کو پانی میں ملایا اور امرءالقیس کا یہ شعر بھی اسی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے "**ان التی ناولتنی فرددتها قُتلت قتلت فهاتها لم تقتل**" جو جام اس نے پیش کیا میں نے اسے واپس کر دیا اور کہا تم نے ملاوٹ کی ہے تم نے ملاوٹ کی ہے تم مجھے وہ (جام) دو جس میں ملاوٹ نہ ہو۔ د۔قتل پوری کرنا کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے "**تقتل الرجل ا لحاجة ای یاتی بها** مرد نے حاجت کو پورا کر دیا'

۱۰۔تفسیر التبیان کے امتیازات:

ا۔ فقہی آراء کا تذکرہ اور فقہ جعفریہ کی رائے کو ترجیح

شیخ طوسیؒ مفسر کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑے فقیہ بھی تھے اس لیے وہ آیات جو احکام سے متعلق ہیں ان کی تفسیر میں فقہی احکام کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۳۱ "و ذلک یختص عند اکثر اصحابنا بالحبوب لانها المباحة من اطعمة اهل الکتاب فاما ذبائحم...و تذکیتهم لاتصح لان من شرط صحتها التسمیة "۳۲

ہمارے اکثر فقہاء کے نزدیک یہ حکم اجناس کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اہل کتاب کے کھانوں میں سے یہ مباح ہیں جبکہ اہل کتاب کے ذبیحے اور ان کا ذبح کرنا یہ درست نہیں ہے کیونکہ ذبح کی شرائط میں سے ایک شرط ذکر خدا کرنا ہے۔

شیخ طوسیؒ نے آیات کی تفسیر میں جہاں فقہی آراء کا ذکر کیا ہے اس میں فقہ جعفریہ کی رائے کو ترجیح دی ہے اس میں ان کا طریقہ استدلال مناظرانہ نہیں ہے بلکہ فقط علمی رائے کے طور پر ترجیح دی ہے جیسا قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر میں ہے۔ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ۳۳ "استدل اصحابنا بهذه الآیة علی ان الطلاق الثلاث بلفظ واحد لایقع لانه قال مرتان"۳۴ ہمارے علما نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ ایک ہی لفظ میں تین طلاق دینے سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے کیونکہ یہاں مرتان یعنی دو بار کہا گیا ہے۔

۲۔ تفہیم معنی کے لیے کثرت سے اشعار کا استعمال

شیخ طوسیؒ کسی بھی مشکل معنی کی تفہیم کے لیے شاید مثال کے طور پر اشعار کا استعمال کرتے ہیں اور اشعار کا یہ استعمال معنی کی تفہیم میں انتہائی مددگار ثابت ہوتا ہے جیسے قرآن مجید کی اس آیت تفسیر میں لکھتے ہیں: فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ۳۵ "پس ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں (اسے مار ڈالا) تب صالح (ع) نے کہا کہ اب تین دن تک اپنے گھروں میں فائدہ اٹھالو (کھا پی لو) یہ وہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہے۔"

اب یہاں پر لفظ عقر کی تشریح کرتے ہوئے شیخ طوسی لکھتے ہیں کہ: والعقر قطع العضو الذی له سرایة فی النفس قال امرؤ القیس "تقول وقد مال الغبیط بنا معاعقرت بعیری یاامرء القیس فانزل" ۳۶ اور جب ہم دونوں کے وزن سے اونٹ کا محمل ایک سمت کو جھک گیا تو وہ کہتی ہے اے امراؤالقیس تو اتر جا تو نے میرے اونٹ کی کمر جھکا دی ہے

وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْ لَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۳۷ "اور جب (مصر سے) قافلہ روانہ ہوا تو ان کے باپ نے (کنعان میں) کہا اگر تم مجھے مخبوط الحواس نہ سمجھو تو میں یوسف (ع) کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔"

اس آیت مجیدہ میں لفظ "تُفَنِّدُوْن" استعمال ہوا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ طوسی لکھتے ہیں کہ "التفنید فی اللغة هو تضعیف الرای یقال فنده تفنیدا اذانسبه الی ضعف الرای تفنید" لغت میں رائے کے کمزور ہونے کو کہتے ہیں جیسے کسی کی رائے کمزوری کو بتانے کے لیے فند تفنیدا بولا جاتا ہے شاعر نے بھی تفنید کو اسی معنی میں استعمال کیا ہے۔"یا

صاحبی دعا لومی و تفنیدی فلیس مافات من امر بمردود " اے میرے ساتھیوں میری ملامت نہ کرو اور میری رائے کو کمزور کہنا ترک کردو جو ہو چکا ہے سو ہو چکا ہے۔فند کو فسد کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے ابن مقبل کا شعر ہے۔"**دع الدھر یفعل ما یشاء فانه اذا کلف الانسان بالدھر افندا** "۳۸ تم دنیا کو چھوڑ دو وہ جو مرضی ہے۔ کرے کیونکہ جب انسان زمانے کے ساتھ نبرد آزما ہوتا ہے تو زمانہ اسے تباہ کر دیتا ہے۔

"**و رفع ابویه علی العرش و خروا له سجدا**" ۳۹

شیخ طوسیؒ اس آیت کی تفسیر میں سجدہ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:"**السجود فی الشرع خضوع بوضع الوجه علی الارض و اصله الذل کما قال الشاعر تری الاکم فیھا سجدا لحوافر**"۴۰ "سجود شریعت میں خضوع کے ساتھ اپنے چہرے کو زمین پر رکھنے کو کہتے ہیں اور اس میں اصل تذلل اختیار کرنا ہوتا ہے جیسے شاعر کہتا ہے تم دیکھو گے کہ صحرا کے ٹیلے جانوروں کے پاؤں کے نیچے ہوتے ہیں۔

۳۔اقوال اہلبیت سے تفسیر آیات:

شیخ طوسی آیات کی تفسیر میں اہلبیتؑ کے اقوال سے بھی استفادہ کرتے ہیں جیسے قرآن مجید کی یہ آیت **وَ اَنزَلنَا عَلَیکُمُ المَنَّ وَالسَّلوٰی** ۴۱ ورہم نے (صحراء میں) تمہارے اوپر ابر کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا یہاں پر من سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں امام جعفر صادقؑ کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں:"**روی عن عن الصادقؑ انه قال :المن کان ینزل علی بنی اسرائیل من بعد طلوع الفجر الثانی الی طلوع الشمس فمن نام فی ذلک الوقت لم ینزل علیه نصیبه فلذلک یکره النوم فی ھذا الوقت الی بعد بعد طلوع الشمس**"۴۲ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا المن بنی اسرائیل پر فجر ثانی سے سورج کے طلوع ہونے تک نازل ہوتا تھا اور جو اس وقت کے دوران سویا رہتا اس کا حصہ نازل نہیں ہوتا تھا اسی لیے اس وقت کے دران سورج کے طلوع ہونے تک سونا ناپسندیدہ ہے۔**فَسئَلُوٓا اَھلَ الذِّکرِ اِن کُنتُم لَا تَعلَمُونَ** ۴۳

اس کی آیت کی تفسیر میں امام باقرؑ کا فرمان نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "**روی جابر عن ابی جعفر انه قال نحن اھل الذکر**"۴۴ جابر نے ابی جعفر (امام محمد باقرؑ) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہم اہل ذکر ہیں۔ البیت المعمور کی تفسیر کرتے ہوئے بیت معمور کی فضیلت میں حضرت علی کرم اللہ وجھہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔"**قال علیؑ:یدخل کل یوم سبعون الف ملک ثم یعودون فیه**"۴۵ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اس (بیت معمور) میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر پلٹ جاتے ہیں۔

۴۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال سے کثرت سے استفادہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا شماران صحابہ کرام میں ہوتا ہے جن سے کثرت سے تفسیری روایات مروی ہیں شیخ طوسی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیری روایات سے کثرت سے استفادہ کیا ہے جیسے قرآن مجید اس

آیت مجیدہ کی تفسیر میں :وَ مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ' ۲۶ ''اور (اے رسول (ص)) وہ سنگریزے تو نے نہیں پھینکے جب کہ تو نے پھینکے بلکہ خدا نے پھینکے۔'' "ھذہ رمیة ذکر جماعة من المفسرین کابن عباس و غیرہ :ان النبیؐ اخذ کفا من الحصباء فرماھا فی وجوھھم "۲۷ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ اور مفسرین کی ایک جماعت نے اس رمیۃ کی تفسیر میں کہا ہے کہ آپؐ نے ایک مٹھی کنکریاں اٹھائیں اور ان کے چہروں پر پھینک دی تھیں۔

۵۔مقدمہ تفسیر قرآن:

شیخ طوسیؒ نے تفسیر کو شروع کرنے سے پہلے ایک فصل کو مقدمہ کے طور پر لائے ہیں جس میں انہوں نے انتہائی مختصر مگر جامع انداز میں ان علوم کا تذکرہ کیا ہے جن کو جاننا تفسیر قرآن کو سمجھنے کے لیے انتہائی ضروری ہے اس میں قرآن کے معجزہ ہونے کی بحث کا ذکر کیا ہے۔ قرآن کو سمجھنے سے متعلق نبی اکرمؐ کی تاکید کا ذکر کیا ہے۔ تفسیر بالرائے کی مذمت، قرآن میں کسی بھی قسم کے تضاد و تناقص کی نفی، مجمل، مفصل، مشترک، حروف سبع محکم، متشابہ، قرآن اور سوروں کے ناموں، نسخ کے ساتھ قرآن کے کسی بھی قسم کی تحریف سے پاک ہونے کو بیان کیا ہے جیسے "اما الکلام فی زیادتہ و نقصانہ فمما لایلیق بہ ایضا لان الزیادة فیہ مجمع علی بطلانھا والنقصان من فالظاھر ایضا من مذھب المسلمین خلافہ وھو الالیق بالصحیح من مذھبنا" ۲۸ جہاں تک قرآن میں اضافے یا کمی کی بات ہے تو یہ قرآن کے ساتھ سازگار نہیں ہے جہاں تک قرآن میں زیادتی کی بات ہے تو اس کے باطل ہونے پر اجماع ہے اور جہاں تک کمی کی بات ہے تو مسلمانوں اسی بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوئی اور ہمارے نزدیک بھی مناسب اور صحیح ترین بات یہی کہ قرآن میں کسی قسم کی کوئی تحریف نہیں ہوئی ہے۔

۶۔ملخصات التبیان:

التبیان ایک ضخیم تفسیر ہے اس لیے علمائے کرام نے اس کے معانی و مطالب کو زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے اس کی تلخیص کی ہے۔مشہور کتاب شناس اور محقق ضمیری لکھتے ہیں کہ التبیان کی ایک تلخیص متقدمین میں سے ابن ادریس حلی نے چھٹی صدی ہجری میں لکھی اور دوسری تلخیص مشہور مفسر اور فقیہ محمد بن ھارون کیالی نے لکھی ہے ۲۹

۷۔خلاصہ کلام::

۱۔قرآن مجید، شریعت اسلامی کا مصدر اول ہے مسلمان کسی بھی مسئلہ میں رہنمائی کے لیے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور قرآن کے معانی کو سمجھنے کے لی تاراجم، مفاہم اور تفاسیر القرآن کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے التبیان ایک تفسیر کے طور پر کارآمد ہو سکتی ہے

۲۔شیخ طوسی کیوں کہ ایک فقہیہ بھی تھے اس لیے انہوں فقہی نکات کو انتہائی دقت کے ساتھ بیان کیا ہے جو کہ فقہ کے لیے ایک سرمائے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۳۔قرآن کو سمجھنے کے لیے شیخ طوسی نے التبیان میں میں لغوی مشکلات کو حل کیا ہے اس میں اشعار اور ضرب الامثال کا سہارا لیا ہے۔

۴۔شیخ طوسی نے قرآن کے معانی کی آسان تفہیم کے لیے قرآن کی قرآن سے اور قرآن کی حدیث سے تفسیر کی ہے۔

۵۔قرآن کو سمجھنے کے لیے ان رایات سے بھی استفادہ کیا ہے جو اہلبیت رسول ﷺ سے مروی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اقوال صحابہؓ

سے بھی استفادہ کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سبحانی، جعفر، موسوعۃ، طبقات الفقہاء، (قم، مؤسسۃ الامام الصادقؑ، س۔ن) ج ۵، ص ۲۸۰ ۔
۲۔ السبکی، تاج الدین عبدالوهاب بن علی، طبقات الشافعی الکبری (بیروت، داراحیاء الکتب العربی، س ن) ج ۴، ص ۱۲۷۔
۳۔ خوئی، ابوالقاسم موسوی، معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ (قم، منشورات مدینۃ العلم، طبع الثالثہ، ۱۹۸۳ء) ج ۱۵، ص ۲۴۷
۴۔ موسوعۃ طبقات الفقہاء، ج ۵، ص ۲۸۱ ۔ ۵۔ تہرانی، بزرگ، الذریعہ الی تصانیف الشیع (بیروت، دارالاضوء، س۔ن) ج ۳، ص ۳۲۹
۶۔ طوسی، ابی جعفر محمد بن حسن، التبیان فی تفسیر القرآن (بیروت، احیاء التراث العربی، س۔ن) ج ۱، ص ۱۔
۷۔ طبقات الشافعی الکبری، ج ۴، ص ۱۲۶۔
۸۔ الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبد، الوافی بالوفیات (بیروت، دار الفکر، طبع اولی، ۲۰۰۵ء) ج ۲، ص ۸۷ ۔
۹۔ الذریعہ الی تصانیف الشیع، ج ۳، ص ۳۲۸ ۔ ۱۰۔ عسقلانی، حافظ احمد بن علی بن حجر، لسان المیزان، (بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، س۔ن) ج ۵، ص ۱۳۵ ۔ ۱۱۔ الذریعہ الی تصانیف الشیع، ج ۳، ص ۳۲۸ ۔ ۱۲۔ موسوعۃ طبقات الفقہاء، ج ۵، ص ۲۸۰۔ ۱۳۔ سورۃ المائدہ (۵) الآیۃ ۶ ۔ ۱۴۔ سورۃ النساء (۴) الآیۃ ۲ ۔ ۱۵۔ آل عمران (۳) الآیۃ ۵۲ ۔ ۱۶۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۴۵۰۔ ۱۷۔ سورۃ المائدہ (۵) الآیۃ ۶۔
۱۸۔ لتبیان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۴۴۸ ۔ ۱۹۔ سورۃ التوبۃ (۹) الآیۃ ۶۱ ۔
۲۰۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۵، ص ۲۴۳۔ ۲۱۔ سورۃ الرعد (۱۳) الآیۃ ۳۹ ۔ ۲۲۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۶، ص ۲۶۳۔
۲۳۔ سورۃ البقرۃ (۲) الآیۃ ۱۹ ۔ ۲۴۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۲۲ ۔ ۲۵۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۲۳۔
۲۶۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۸، ص ۵۴۰ ۔ ۲۷۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۱۰، ص ۱۴۴ ۔ ۲۸۔ سورۃ المطففین (۸۳) الآیۃ ۳۱
۲۹۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۱۰، ص ۳۰۴ ۔ ۳۰۔ سورۃ البقرۃ (۲) الآیۃ ۵۴ ۔ ۳۱۔ سورۃ المائدۃ (۵) الآیۃ ۵۔
۳۲۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۴۴۴ ۔ ۳۳۔ سورۃ البقرۃ (۲) الآیۃ ۲۲۹ ۔ ۳۴۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۲، ص ۲۳۰۔
۳۵۔ سورۃ ھود (۱۱) الآیۃ ۶۵ ۔ ۳۶۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۶، ص ۱۹ ۔ ۳۷۔ سورۃ الیوسف (۱۲) الآیۃ ۹۴۔
۳۸۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۶، ص ۱۹۳ ۔ ۳۹۔ سورۃ الیوسف (۱۲) الآیۃ ۱۰۰ ۴۰۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۶، ص ۱۹۷
۴۱۔ سورۃ البقرۃ (۲) الآیۃ ۵۷ ۔ ۴۲۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۲۶۰ ۴۳۔ سورۃ النحل (۱۶) الآیۃ ۴۳
۴۴۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۶، ص ۳۸۴ ۴۵۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۹، ص ۴۰۲
۴۶۔ سورۃ الانفال (۸) الآیۃ ۱۷۔ ۴۷۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۵، ص ۹۳۔ ۴۸۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۳
۴۹۔ ضمیری، محمد رضا، کتابشناسی تفصیلی مذاہب اسلامی، (قم، مؤسس آموزشی پژوھشی مذاہب اسلامی، س ن) ص ۴۹۷